ائمہ اہل بیت کے بارہ امام

مرتبہ

شاہد احمد

ناشر

ایجنسی ہمدرد دواخانہ ۳۱۲، رام گنج بازار، جے پور

فون:2607012

ائمہ اہل بیت کے بارہ امام

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ

حضرت امام حسنؓ

حضرت امام حسینؓ

حضرت امام زین العابدینؓ

حضرت امام محمد باقرؓ

حضرت اماجعفر بن صادقؓ

حضرت امام موسیٰ کاظمؓ

حضرت امام علی رضاؓ

حضرت امام علی نقیؓ

حضرت امام ابو محمد حسین بن علیؓ

حضرت امام ابو القاسم محمد بن حسن مہدیؓ

(اردو پڑھنے والے بچوں کے لئے مفت)

تمام تعریفیں صرف اللہ ہی کے لئے ہیں وہی وحدہٗ لاشریک ہمارا رب ہے اور اس کے حبیب پیغمبر پر لاکھوں سلام جو ہمارے آقا و مولا ہیں اور ان کے اہل بیت پر اور اصحاب پر اللہ تعالیٰ کی بے انتہاء رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

یہ کتاب اردو سیکھنے والے بچوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ تاکہ اردو سیکھنے کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت سے بھی واقف ہوں اور ان کی سیرت پڑھ کر نیک اعمال کرنے کی آرزو دل میں پیدا ہو۔ یہ کتاب بالکل مفت دی جاتی ہے۔ نہ ہی اس کتاب کی چھپائی میں کوئی چندہ یا امداد قبول کی جاتی ہے۔

شاہد احمد

سید الامام حضرت علی رضی اللہ عنہ

آپ کا پورا نام علی ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف ہے۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد ہے۔ آپ تیرہ رجب جمعہ کے دن واقعہ فیل سے 30 سال بعد پیدا ہوئے۔ اور خانہ کعبہ میں ولادت ہوئی۔ یہ وہ سعادت ہے کہ ازل سے ابد تک کسی دوسرے بشر کو نصیب نہیں ہوئی۔

وہ اللہ کے گھر میں پیدا ہوئے آج تک کوئی بچہ اللہ کے گھر میں پیدا نہیں ہوا۔

آپ کی کنیت ابو الحسن اور ابو التراب ہے۔ اسد اللہ امام المسلمین۔ امیر المومنین حیدر وغیرہ آپ کے لقب ہیں آپ ولیوں کے سردار اور پیشواؤں کے پیشوا ہیں۔ اپنی قوت وطاقت کی بنا پر اسد اللہ کے لقب سے مشہور ہوئے اور فضیلت علم کی بنا پر صحابہ کبار میں مخصوص ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ۔

حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ حضور ﷺ کو معراج کی رات جو خرقہ عنایت کیا گیا تھا۔ وہ خلفائے راشدین میں سے آپ کو ہی ملا۔ س لئے قیامت تک یہ خرقہ آپ کی ذات سے منسوب رہے گا۔ یہ سنت مشائخ ہے جو جاری رہے گی۔

کتاب روضۃ الشہدا میں لکھا ہے کہ تین دن تک آپنے اپنی والدہ کا دودھ نہیں پیا۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کو گود میں اٹھا کر اپنا منہ آپ کے منہ پر رکھا اور اپنی زبان مبارک آپکے منہ میں ڈال دی۔ کافی دیر تک علیؓ آپ کی زبان چوستے رہے۔ لعاب دہن نبوی سے سر چشمہ علم وحکمت آپ کے اندر منتقل ہو گیا۔ پانچ سال کی عمر کے بعد حضور

ﷺ ان کو اپنے ساتھ لے گئے اور خود تربیت فرماتے رہے۔ جب حضور کو نبوت عطا ہوئی اس وقت علی 10 سال کے تھے تبھی اسلام لائے۔

آپ نہایت بلند مقام اور اعلیٰ شان رکھتے ہیں حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ وصول الی اللہ اور بلا کو برداشت کرنے میں حضرت علی ہمارے امام ہیں۔

شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے بعد بارہ امام میرے خلیفہ ہونگے۔ مولانا روم فرماتے ہیں کہ آپ ایسے امام ہیں جن کا وجود حق تعالیٰ کے ساتھ قائم ہے۔ چاہے زمین ہو یا آسمان اور تمام اولیاء اللہ کے لئے آپ مثل آفتاب ہیں۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ حضور کے صحابہ میں سے کسی ایک شخص سے ہمیں اتنا علم نہیں پہنچا جتنا حضرت علی سے پہنچا۔

ایک دن آپ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ پوچھو مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہے کیونکہ میرے قلب میں بے شمار علوم ہیں۔ اور یہ سب اس لعاب دہن کی برکت سے ہے جو آقائے دو جہاں نے میرے منہ میں دیا تھا۔ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ آپ سواری کی رکاب میں ایک پاؤں رکھتے تھے اور قرآن شروع کرتے تھے۔ اور جب دوسرے رکاب میں پاؤں ڈالتے تھے قرآن ختم کر لیتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت علیؓ ایک جان دو قالب تھے۔ دونوں موسیٰ اور ہارون کی مثل تھے۔

ہجرت کے دو سال بعد حضور ﷺ نے اپنی لخت جگر حضرت بی بی فاطمہؓ کا نکاح حضرت علی سے کر دیا۔ نکاح کے وقت علی 25 سال اور بی بی فاطمہؓ 18 سال کی تھیں۔

آپ سے بے انتہاء کرامات ظاہر ہوئیں۔ جن کو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ مسلم اور ترمذی کی راویت ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت علی اور بی بی فاطمہ اور ان کی

اولاد کی شان میں حضرت ام سلمہ کے گھر حضور ﷺ پہ نازل ہوئی۔

''اللہ چاہتا ہے کہ اہل بیت رسول سے رجس اور ناپاکی دور کرے اور تم کو نہایت پاک وصاف کرے''

ام سلمہؓ سے منقول ہے کہ حضرت علی اس وقت وہیں موجود تھے۔ پس حضور ﷺ نے فاطمہ حسن اور حسین کو طلب فرمایا اور سب کو اپنے قریب کر کے اپنی اوڑھنی سب پر ڈال دی اور یہی آیت پڑھی اور فرمایا کہ اے اللہ یہ آل محمد ہیں۔ اپنی رحمتیں اور برکتیں ان پہ نازل فرما بیشک تو بزرگی اور تمام صفات کا مالک ہے''

صحاح ستہ کی روایت ہے کہ حضور نے فرمایا۔

''علی میرے خلیفہ ہیں تم پر میری زندگی میں اور میرے بعد جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ جس نے اللہ کی نافرمانی کی اس نے کفر کیا''

حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ بنے۔ 63 سال کی عمر میں عبدالرحمٰن ابن ملجم نے زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے آپ پر اس وقت وار کیا جب آپ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔

اس کے بعد آپ تین دن زندہ رہے۔ ہجرت کے تیسویں سال سترہ رمضان بروز جمعہ شہادت پائی۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے علی تم سے مسلمان ہی محبت رکھے گا۔ اور منافق ہی تمہارا دشمن ہوگا۔

ترمذی میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں

جنگ خیبر میں حضرت علی کے ہی ہاتھوں فتح ہوئی۔

ابوسعید کی روایت ہے کہ ہم لوگ منافق کو حضرت علی کے بغض سے پہچان لیا کرتے تھے۔ حضرت سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ حضرت عمر کے پاس جب کوئی مشکل قضیہ آتا اور حضرت علی موجود نہیں ہوتے تو حضرت عمر اللہ سے پناہ مانگا کرتے تھے کہ کہیں غلط فیصلہ نہ کردیں۔ اور تمام صحابہ میں صرف حضرت علی ہی ایسے شخص تھے جو یہ کہتے تھے کہ جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لو۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت علی سے زیادہ علم کا جاننے والا اور کوئی نہیں ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی کی شان میں قرآن میں تین سو آیات نازل ہوئیں۔

طبرانی نے صحیح اسناد سے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ حضرت علی کی طرف دیکھنا بھی ایک قسم کی عبادت ہے۔ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے علی کو اذیت دی اس نے خود مجھے اذیت دی۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے علی کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا۔ جس نے مجھے محبوب رکھا اس نے اللہ کو محبوب رکھا اور جس نے علی سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی ام سلمہؓ یہ بھی فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔

حاکم نے ابوسعید خدری کے حوالہ سے بیان کیا ہے چند لوگوں نے حضور سے علی کی شکایت کی آپ نے فوراً منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا کہ لوگو علی کی شکایت ہرگز نہ کرنا وہ خداوند تعالیٰ کے راستے میں اور اس کے معاملات میں بہت ہی سخت گیر ہیں۔

☆☆☆

حضرت امام حسنؓ

ائمہ اہل بیت میں آپ دوسرے امام ہیں۔ آپ کی ولادت بروز منگل ماہ رمضان 3ھ میں ہوئی۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ کے نزدیک بہترین خلائق یہ میرے دونوں شہزادے ہیں۔''

ابوالفضل قاضی عیاض مالکیؒ اپنی معرکۃ الآرا تصنیف الشفاء میں فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم کی تعظیم وتوقیر میں یہ بھی ہے کہ آپ کی آل واولاد اور امہات المومنین کی تعظیم وتوقیر کی جائے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس کی ترغیب وتلقین فرمائی ہے اور اس پر سلف صالحین کا عمل رہا ہے۔''

(1) فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ ''اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کردے ناپاکی کو اے نبی کے گھر والو'' (احزاب)

(2) اور (اے نبی) آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ (احزاب) صحیح مسلم میں حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ تین مرتبہ یہی فرمایا یعنی اہل بیت کی تعظیم وتوقیر کرو۔

سنن ترمذی کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ جارہا ہوں۔ جب تک تم ان کو مضبوط پکڑے رہو گے گمراہ نہیں ہوگے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری میری عترت اہل بیت۔ اب تم غور کرو کہ کس طرح تم ان دونوں کے بارے میں میری نیابت کروگے''

قاضی عیاض نے روایت بیان کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آل نبی کی معرفت دوزخ سے نجات اور آل نبی سے محبت صراط پر سے گزرنے میں آسانی اور آل

بنی کی ولایت کا اقرار عذاب الٰہی سے حفاظت ہے۔

حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ حضور کی محبت وتکریم آپ کی اہل بیت میں کرو (صحیح بخاری) اور یہ بھی فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میرے نزدیک حضور کی قرابت اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنی قرابت سے صلہ رحمی کروں۔ حضورﷺ نے فرمایا جس نے حسن سے محبت رکھی اس نے اللہ سے محبت رکھی (سنن ترمذی+سنن ابن ماجہ)

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ آل نبی کی منزلت کی معرفت نبی کریم کی معرفت وعزت کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ جس نے آل نبی کی عزت پہچان لی بلا شبہ اس نے ان کی عزت وحقوق کی معرفت پالی جو نبی کریم کی وجہ سے ہے۔

اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو سوار نہیں ہوا وہ غرق ہوا۔

اہل بیت سے دوستی باعثِ نجات ہے اور ان سے دشمنی باعث گمراہی ہے۔

حضرت امام حسن کو طریقت کے حقائق کا کمال حاصل تھا۔ جو انھیں اپنے والد سے ورثہ میں ملا تھا۔ خواجہ حسن بصری ہر معاملے میں آپ کی متابعت کرتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ اپنے مکان کے دروازے پر شریف فرما تھے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) آیا اور آپ کو گالیاں دینے لگا تو ایسا ہے۔ تیرا باپ ایسا ہے۔ تیری ماں ایسی ہے۔ آپ خاموشی سے سنتے رہے۔ آخر آپ نے اس سے کہا کہ بھائی کیا تم بھوکے ہو یا تمہیں کوئی تکلیف ہے یا کوئی حاجت ہے۔ لیکن وہ شخص اسی طرح بیہودہ بکتا رہا۔

حضرت امام حسن نے اپنے نوکر سے فرمایا کہ سونے چاندی کا ایک تھیلا لا کر اس کو دیدو۔

جب نوکر نے تھیلا دیدیا تو آپ نے فرمایا اے بھائی مجھے معاف کرنا آج میرے گھر میں

اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے میں تجھ سے کچھ چھپا نہیں رہا ہوں۔ جب اعرابی نے یہ بات سنی تو فوراً بول اٹھا کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ آپ حضور نبی کریمﷺ کے بیٹے ہیں۔ میں تو صرف آپ کا حلم آزما رہا تھا۔

جب حضرت علی نے جام شہادت نوش فرمایا تو دوسرے دن ماہ رمضان 40ھ میں حضرت امام حسن مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ چالیس ہزار آدمیوں نے آپ سے بیعت کی آپ خلافت کے معاملات 6 ماہ تک انجام دیتے رہے۔

جب آپ نے دیکھا کہ امیر معاویہ طلب حکومت میں بے قرار ہو رہے ہیں اور خونریزی کے آثار ہو رہے ہیں تو آپ امیر معاویہ کے حق میں دست بردار ہو گئے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ میری وجہ سے ہزاروں بے گناہوں کا خون بہے۔ پھر آپ مدینہ منورہ میں گوشہ نشین ہو کر مصروف عبادت ہو گئے۔

لیکن دشمنان حسن کو پھر بھی اطمنان نہیں ہوا وہ برابر حسن کو شہید کرنے کے بہانے تلاشتے رہے آخر کار اسماء بنت اشعب جو کہ حضرت امام کی زوجہ تھیں بڑے بڑے انعامات کا لالچ دیکر ان کے قتل پر آمادہ کرلیا۔ اس ناقص العقل نے آپ کو زہر دے دیا۔

جب حضرت امام حسن کا وقت قریب آیا تو اپنے بھائی حسین کو بلا کر خلافت و امامت کی امانت ان کے سپرد کردی اور 28 صفر 50ھ کو وصال فرمایا آپ کی عمر 47 سال تھی آپ کے دس لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں۔

آپ نے اپنے بھائی سے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ میرا قاتل کون ہے لیکن میں واسطے اللہ کے اس کو معاف کرتا ہوں تم کسی سے قصاص کی بات مت کرنا۔

آپ نے پا پیادہ 25 حج ادا کئے۔ آپ کی شیریں کلامی کا یہ حال تھا کہ سننے والا خواہش کرتا تھا کہ آپ کلام کرتے ہی رہیں۔

ابن سعد اور عمر بن اسحاق سے روایت ہے کہ جب مروان حاکم تھا تو منبر پر علی الا علان حضرت علی کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ امام حسن کمال تحمل سے اس کی گستاخیاں سنتے اور ضبط کرتے تھے۔ ایک دن مروان نے ایک شخص کو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ علی پر علی پر اور تجھ پر تجھ پر تجھ پر۔ اور تمہاری مثال خچر جیسی ہے کہ اس سے اگر پوچھا جائے کہ تیرا باپ کون تو وہ یہی کہے گا کہ میری ماں تو گھوڑی ہے۔ اس شخص کی باتیں سن کر امام نے جواب دیا کہ جاؤ مروان سے کہنا کہ تمہاری باتیں میں یاد رکھوں گا حالانکہ اس کو یقین تھا کہ میں گالیوں کا جواب گالیوں سے دونگا۔ لیکن میں صبر کرتا ہوں۔ قیامت آنے والی ہے اگر تم سچے ہو تو اللہ تمہیں جزائے خیر دیگا۔ اور اگر جھوٹے ہو تو اللہ کا انتقام اور اس کی گرفت بڑی سخت ہے۔

حضرت امام حسینؓ

آپ ائمہ اہل بیت میں سے تیسرے امام ہیں۔ آپ کی ولادت منگل کے دن ماہ شعبان ۴ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

طریقت میں آپ کا کلام اور مقام بہت عظیم ہے۔ آپ سے بہت عجیب وغریب معاملات منقول ہیں۔ آپ کہا کرتے تھے کہ تمہارا سب سے پیارا دوست تمہارا دین ہے۔

ایک مرتبہ آپ تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص آیا کہنے لگا اے ابن رسول میں نہایت مفلس آدمی ہوں میرے بہت سے بال بچے ہیں مجھے گزر اوقات کے لئے کچھ عطا فرمایئے۔ آپ نے کہا بیٹھ جاؤ کیونکہ ہمارا رزق راستے میں ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص دینار کے پانچ تھیلے لایا اور آپ کی خدمت

میں پیش کر گیا۔ آپ نے وہ سبھی تھیلے اس شخص کو عطا کر دئے اور فرمایا کہ بھائی مجھے معاف کرنا کہ تمہیں اتنی دیر انتظار کرنا پڑا۔

کنز الحسین میں ہے کہ ایک مرتبہ جبرائیل ایک فرشتے کو لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے پوچھا کہ جبرائیل اس فرشتے کے پر تو جلے ہوئے ہیں۔ تو جبرائیل نے عرض کیا کہ اللہ نے کسی خطا کی بنا پر اس کے پر جلا دئے تھے۔ یہ برابر اللہ سے توبہ کرتا رہا تھا۔ اب اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اس کو آپ کی خدمت میں لیکر آؤں اور آپ حضرت امام حسین کے ہاتھ اس کے بازؤں پر پھیر دیں۔ تاکہ حسین کی بدولت اس کے پر اس کو واپس مل جائیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم نے امام حسین کو گود میں لیکر ان کے ہاتھ فرشتے کے بازووں پر پھیر دئے۔ فوراً ہی اللہ نے اس کو پر واپس کر دئے اور وہ اڑ کر اللہ کی بارگاہ میں روانہ ہو گیا۔

واقعہ کربلا مشہور واقعہ ہے۔ یہاں اس کی تفصیل بیان نہیں کروں گا۔ دنیا جانتی ہے کہ یزید ملعون نے کیا کیا نہیں کیا۔ ہاں اتنا ضرور کہونگا کہ آج بھی کچھ لوگوں کو اعتراض ہے کہ یزید پلیت کو برا مت کہو۔ اپنے اپنے مزاج کی بات ہے۔

جو لوگ یزید سے محبت رکھتے ہیں۔ ان کا حشر یزید کے ساتھ ہی ہوگا اور غلامان حسین کا حشر آقائے دو جہاں کی سرپرستی میں ہوگا۔

آپ نے جمعہ کے دن ماہ محرم کی 10 ویں تاریخ کو جام شہادت نوش فرمایا۔ یہ سن 61ھ تھا۔

اس وقت آپ کی عمر 58 سال تھی ۔آپ کے چار بیٹے اور دو بیٹاں تھیں ۔

تاریخ طبرانی میں لکھا ہے کہ تمام شہداء تین دن تک میدان کربلا میں پڑے رہے ۔اس کے بعد قبیلہ بنی اسد کے لوگوں نے آ کر امام حسین کے جسم مبارک کو بغیر سر کے دفن کیا ۔علی اکبر کو ان کی پائیتی دفن کیا آپ کے صاحبزادوں میں صرف حضرت امام زین العابدین زندہ بچے کیونکہ وہ شدید بیمار تھے اور جنگ میں حصہ لینے سے قاصر تھے۔حضرت امام حسین نے شہادت سے پہلے خلافت و امامت کی امانت امام زین العابدین کے حوالے کردی تھی ۔

حضرت علی کے دوسرے بیٹوں میں سے محمد حنیفہ اور عمر جو اس وقت حسین کے ساتھ موجود نہیں تھے وہ بھی زندہ رہ گئے ۔

حضرت خواجہ بندنواز گیسو دراز اپنے ملفوظات میں لکھتے ہیں کہ میں مجتہدان امت محمدی پر حیران ہوں کہ امت کے لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے بیٹوں کو بے گناہ قتل کردیا۔اور پھر بھی ان کی مسلمانی باقی رہ گئی ۔

حضرت مخدوم جہانیاں شیخ جلال الدین بخاری اپنی کتاب خزانہ جلالی میں لکھتے ہیں کہ بنی امیہ کے سلاطین نے فرزندان رسول کو بے گناہ قتل کیا اہل بیت پہ طرح طرح کے مظالم ڈھائے تھے پس میں ان کو دشمن جانتا ہوں اور ان کو مسلمان نہیں کہتا بلکہ منافق کہتا ہوں ۔

حضرت امام حسین کی کرامات اس قدر زیادہ ہیں کہ ہزاروں کتابیں سیاہ ہو جائینگی ۔

ایک بزرگ حضرت ابوبکر شبلی کا دستور تھا کہ وہ ماہ محرم کی پہلی رات سے 10 ویں شب تک روزانہ چار رکعات پڑھتے ہر رکعت میں بعد فاتحہ 15-15 مرتبہ سورہ اخلاص پڑھتے اور اس کا ثواب دونوں شہزادوں کو بخشتے تھے ۔ایک دن انھوں نے حضرت امام حسین کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شبلی کی طرف سے منہ پھیرلیا ۔آپ حضرت شبلی دوڑ کر گئے اور پیر پکڑ کر آپ دیدہ عرض کیا کہ اے آقا آپ نے میری طرف سے کیوں منہ پھیرلیا میں نے کیا خطا کی ہے ۔تو امام حسین نے فرمایا کہ ہم تم سے شرمندہ ہیں ۔ یہ جو تم نماز پڑھ کر ثواب پہچاتے ہو تو جب تک ہم بروز قیامت تمہیں اس کا بدلہ نہیں دلوادینگے ہم شرمندہ رہینگے ۔سبحان اللہ ۔کیسا مقدر پایا ہے حضرت شبلی نے ۔

امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ایک روایت نقل کی ہے کہ حج کے موقع پر عراق سے کچھ لوگ آئے ۔اثنائے حج انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سوال کیا کہ اگر کپڑے پر مچھر کا خون لگ جائے تو کیا حکم ہے ۔تو عبداللہ بن عمر نے با آواز بلند فرمایا کہ لوگو سنو یہ عراقی لوگ مجھ سے مچھر کے خون کا فتویٰ پوچھ رہے ہیں ۔ یہ لوگ امام حسین کے خون کی بات مجھ سے کیوں نہیں معلوم کرتے ۔جنھیں بے گناہ شہید کردیا گیا ۔

☆☆☆

امام علی زین العابدینؓ

آپ ائمہ اہل بیت میں سے چوتھے امام ہیں

آپ کی والدہ شہر بانو نوشیرواں کی اولاد میں سے تھیں آپ کی ولادت جمعہ کے دن پندرہ تاریخ جمادی الآخر 38ھ میں ہوئی۔آپ کا اسم مبارک علی تھا اور زین العابدین آپ کا لقب تھا۔واقعہ کربلا کے وقت آپ کی عمر 25 سال تھی۔

آپ کے بھائی محمد حنیفہ نے جو کہ حضرت علی کی اولاد میں سے تھے آپ کی خلافت اور امامت میں اختلاف کیا۔حضرت زین العابدین نے فرمایا کہ بہتر ہے کہ ہم خانہ کعبہ میں حجر اسود کے نزدیک چلیں اور اس سے پوچھیں کہ امام زمان کون ہے تا کہ حقیقت حال ہم دونوں یہ ظاہر ہو جائے۔پس دونوں حضرات نے حجر اسود پر جا کر یہ سوال کیا۔حجر اسود حرکت میں آیا اور نہایت صاف زبان میں کہنے لگا کہ امامت حسین بن علی کے بعد علی بن حسین کو پہنچی ہے اور زین العابدین امام زمان ہیں محمد حنفیہ یہ کرامت دیکھ کر آپ کی امامت کے قائل ہو گئے اور ان کی محبت حنیفہ کے دل میں اور پختہ ہو گئی۔

آپ کا وصال منگل کے دن محرم کی 18ھ تاریخ کو ہوا آپ جنت البقیع میں حضرت امام حسن کے پہلوس میں دفن کئے گئے۔آپ کی امامت کی مدت 24 سال تھی اور مشہور ہے کہ خلیفہ نے آپ کو زہر دیا تھا۔آپ سے 11 لڑکے اور 6 لڑکیاں تھیں۔

ایک مرتبہ ہشام بن عبدالملک بن مروان حج کے لئے آیا طواف کعبہ کر رہا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ حجر اسود کو بوسہ دے لیکن کثیر مجمع ہونے کی سبب سے وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔آخر بنا بوسہ دئے وہ منبر پر خطبہ دینے کے لئے آیا تو اس نے دیکھا کہ حضرت زین العابدین مسجد حرام میں اس جاہ و جلال سے داخل ہوئے کہ آپ کا چہرہ مبارک

آفتاب کی طرح چمک رہا تھا اور لباس مبارک معطر تھا جب آپ حجر اسود کی طرف بڑھے تو لوگوں نے نہایت ادب و احترام اور تعظیم کے ساتھ آپ کو راستہ دیا۔ ہشام کے شامی ساتھیوں نے جب یہ سب دیکھا تو کہنے لگے اے امیر المومنین لوگوں نے آپ کو تو حجر اسود تک جانے نہیں دیا باجود اس کہ آپ تو امیر ہیں لیکن یہ خوبصورت نوجوان کے آتے ہی سب لوگ ہٹ گئے۔ ہشام نے تجاہل عارفانہ سے کہا کہ میں نہیں جانتا یہ کون ہے۔ ہشام نہیں چاہتا تھا کہ اس کے شامی ساتھیوں کو پتہ چلے اس کو یہ ڈر تھا کہ کہیں یہ لوگ بھی زین العابدین کی پیروی اختیار نہ کرلیں اور اس کی حکومت خطرے میں پڑ جائے۔

ہشام کا درباری شاعر فرزدق اس وقت وہیں کھڑا تھا۔ وہ ہمیشہ ہشام کی شان میں قصیدے پڑھا کرتا تھا۔مگر یہ سن کر اسکی غیرت ایمانی جوش میں آئی بولا کہ میں بتاتا ہوں یہ کون ہیں۔لوگو کان کھول کر سن لو یہ کون ہیں۔ پھر اس نے وہیں کھڑے کھڑے حضرت زین العابدین کی شان میں یہ قصیدہ پڑھا جس کا یہ ترجمہ ہے۔

(یہ واقعہ کشف المحجوب سے منقول ہے)

(1) یہ وہ شخص ہے جس کے نشان قدم کو اہل حرم پہچانتے ہیں، خانہ کعبہ اور حلِّ حرم سب اسے جانتے ہیں۔

(2) یہ خدا کے بندوں میں سے بہترین بندے کا فرزند ہے، سب سے زیادہ متقی پاک وصاف اور بے داغ والا ہے۔

(3) اگر تو نہیں جانتا تو سن یہ فاطمہ زہرا کے جگر گوشہ ہیں، ان کے نانا پہ اللہ نے نبیوں کا سلسلہ ختم فرمایا ہے۔

(4) ان کی منور پیشانی سے نورِ ہدایت اس طرح جلوہ فگن ہے۔جیسے آفتاب کی روشنی سے تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں۔

(5) یہ عزت و منزلت کی ایسی بلندی پر قائم ہیں کہ عرب و عجم کا کوئی مسلمان ان کی ہمسری نہیں کر سکتا

(6) ان کے نانا تمام نبیوں سے افضل اور ان کی امت تمام امتوں سے افضل ہے تو بھی ان کی امت کا ایک فرد ہے

(7) ان کے اوصاف حمیدہ اللہ کے رسول سے ماخوذ ہیں ان کے عناصر اور ان کی خوبی پاکیزہ ہے۔

(8) اے ہشام تیرا انکار کرنا انھیں کوئی تقصان نہیں پہچا سکتا انھیں تو عرب و عجم کے سبھی لوگ پہچانتے ہیں

(9) ان کے دونوں ہاتھ ایسے ہیں کہ جن کا فیض بارش کی مانند عام ہے۔ ان کی بخشش ہر وقت جاری رہتی ہے حتّٰی کہ تنگدستی میں بھی نہیں رکتی

(10) خدا کی مخلوق پہ ان کا احسان عام ہے ان سے گمراہی تنگ دستی اور ظلم ختم ہو گئے ہیں

(11) کوئی قوم ان کے برابر ہرگز نہیں پہنچ سکتی، اگر چہ شمار میں کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہے

(12) یہ اس گروہ سے ہیں جن سے محبت کرنا دین ہے اور بغض رکھنا کفر ہے، اور ان سے وابستہ رہنا نجات اور پناہ دینے والا ہے

(13) ان کے لئے تونگری و مفلسی دونوں برابر ہیں، تنگ دستی ان کے ہاتھوں کی فراخی کو کم نہیں کرتی

(14) ان کا ذکر خدا کے بعد مقدم ہے، ہر میدان میں ان کے کلمات مثبت ہیں

(15) وہ کون سا قبیلہ ہے جس کی گردن پہ ان کا، اور ان کے آباواجداد کا احسان نہیں ہے

(16) جسے خدا کی معرفت ہے وہ ان کی برتری کو جانتا ہے، کیونکہ ان کے گھر سے دین ساری امت کو پہنچا ہے

قصیدہ بڑا ہے یہاں چند اشعار کا ہی ترجمہ لکھا ہے۔

فرزوق شاعر نے اس کے علاوہ حضورﷺ کی شان میں نعت اور اہل بیت کے لئے تعریف و توصیف کے اشعار بھی کہے۔ ہشام یہ سب سن کر سخت ناراض ہوا اور فرزوق شاعر کو قید خانے میں ڈال دیا حضرت امام زین العابدین کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ نے فرزوق کی جراءت ایمان کی تعریف کی اور دلاسہ دیا ساتھ ہی 12 ہزار دینار اس پیغام کے ساتھ بھیجے کہ ہمیں معذور سمجھنا اگر اس سے زیادہ ہوتے تو ہم وہ بھی دیتے۔ فرزدق نے مال واپس کر کے روتے ہوئے کہا کہ اے فرزند رسول میں نے ہمیشہ بادشاہوں اور امیروں کی شان میں قصیدے پڑھے ہیں۔ اگر ان کے کفارے میں چند اشعار جو کہ حقائق پر مبنی ہیں فرزندان رسول کی شان اور ان کی محبت میں عرض کر دئے تو کونسا بڑا کام کیا۔ میں نے تو اپنی ایمانی غیرت کا ثبوت دیا ہے۔ کسی مال کی لالچ میں نہیں کیا۔ میں تو اس کا اجر خدا سے ہی چاہتا ہوں۔ اور اہل بیت رسول سے محبت و دوستی کا طلبگار ہوں۔

حضرت امام کو جب یہ پیغام پہنچا تو رقم واپس کر کے فرمایا کہ اگر تم ہم سے محبت کرتے ہو تو ہم نے جو بھیجا ہے اسے قبول کرو۔ کیونکہ ہم نے رضائے الٰہی کے لئے یہ کام کیا ہے۔

حضرت امام زین العابدین کی فضیلت تو کہیں زیادہ ہے کوئی کیا بیان کر سکتا ہے۔ یہ تو دل کا معاملہ ہے۔

☆☆☆

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ

آپ ائمہ اہل بیت سے پانچویں امام ہیں۔آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت حضرت امام حسن تھیں۔آپ کی ولادت سنہ 50ھ میں بروز جمعہ مدینہ میں ہوئی۔آپ کا اسم مبارک محمد اور کنیت ابوجعفر اور لقب باقر تھا۔امام حسین کی شہادت کے وقت آپ کی عمر 3 سال تھی اور والد کے وصال کے وقت 28 سال تھی۔آپ والد کی جگہ مسند امامت پہ فائز ہوئے۔

آپ کے کمالات اکثر تاریخ کی متفرق کتابوں میں ملتے ہیں آپ امام برحق اور جانشین رسول تھے۔

تاریخ ذی الحجہ سنہ 14ھ کو ہشام بن عبد الملک کے عہد حکومت میں آپ کا وصال ہوا آپ کی امامت کی مدت 18 سال تھی۔آپ جنت البقیع میں والد کے قریب مدفون ہوئے۔

آپ کے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔

علم کی باریکیوں اور کتاب الٰہی کے رموز و اشارات کو واضح طور پر بیان کرنے میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ایک بار خلیفہ نے آپ کو شہید کرنے کے ارادے سے بلوایا۔جب آپ دربار میں پہنچے تو خلیفہ ایک دم کھڑا ہوا اور معذرت کرنے لگا اور تحائف دیکر نہایت عزت واحترام کے ساتھ واپس کر دیا۔درباریوں نے یہ ماجرا دیکھا تو پوچھا کہ آپ نے تو انھیں جان سے مارنے کے لئے بلوایا تھا اور معاملہ اس کے برعکس کیا۔تو خلیفہ کہنے لگا کہ میں کیا کروں میں نے دیکھا کہ دو بڑے شیران کے دائیں اور بائیں ساتھ ساتھ چلے آرہے تھے اور مجھ سے کہہ رہے تھے کہ اگر تو نے ان کی شان میں ذرا بھر گستاخی کی تو ابھی اسی وقت تجھے پھاڑ دینگے۔یہ سن کر میری ہمت نہیں ہوئی۔

آپ کے ایک خادم خاص کا بیان ہے کہ رات کو عبادت کے بعد آپ بہت زیادہ گریہ وآزاری کرتے تھے۔ایک دن میں نے ہمت کر کے عرض کی کہ حضور آپ اس قدر کیوں روتے ہیں تو فرمایا کہ یعقوب علیہ السلام اپنے ایک فرزند یوسف کے نظروں سے روپوش ہوجانے پر اتنا روئے کہ نابینا ہوگئے لیکن میرے اب وجد کے خاندان کے 18 فرد حضرت امام حسین کی رفاقت میں میدان کربلا میں گم ہوگئے۔یہ غم کیا اس سے کم ہے۔میں ان کے غم وفراق میں اپنے رب سے فریاد کر کے کیوں نہ اپنی آنکھیں سفید کروں۔

حضرت امام جعفر بن محمد صادقؓ

آپ اہل بیت کے چھٹے امام ہیں۔آپ کی والدہ ماجدہ قروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق تھیں۔آپ کی ولادت ماہ ربیع الاوّل کی سترہ تاریخ اور 83ھ میں ہوئی۔اپنے دادا امام زین العابدین کے وصال کے وقت آپ کی عمر 15 سال تھی۔اور والد کے انتقال کے وقت 34 سال تھی۔آپ کے کمالات مشرق سے مغرب تک مشہور ہیں وہ کرامات اور تصرفات جو پہلے پردے میں تھے آپ سے بلا تکلف ظاہر ہوتے تھے۔نہایت عجیب وغریب علوم جو پہلے سینہ بہ سینہ چلے آرہے تھے آپ نے ظاہر کر دیئے۔

امام ابن جوزی، حضرت لیث بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ لیث بن سعد حج کے موسم میں عصر کی نماز پڑھ کر کوہ ابوقبیس پر چڑھ گئے وہاں ایک شخص کو دیکھا جو کعبہ کی طرف منہ کر کے یارب یااللہ یاحی یارحیم یاارحم الرحمین پڑھ رہا تھا۔اور پڑھ کر اللہ سے اپنے لئے کپڑے اور کھانے کی کوئی چیز طلب کی۔لیث بن سعد کہتے ہیں کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ تازہ انگوروں کا ایک تھال اور دونئی چادریں اس شخص کے سامنے ظاہر ہوئیں۔میں دوڑ کر ان کے پاس گیا اور عرض کیا میں بھی کھانے میں آپ کا شریک ہوں۔

انھوں نے کہا کہ آگے آجاؤ اور کھاؤ لیکن جمع مت کرنا۔پھر میں نے پیٹ

بھر کر انگور کھائے لیکن اس تھال میں سے کوئی کمی واقع نہ ہوئی اس کے بعد انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا کپڑا بھی چاہتے ہو تو میں نے عرض کی کہ مجھے اس کی حاجت نہیں ہے۔ انھوں نے ایک چادر تو اوڑھ لی اور ایک تہبند کی طرح باندھ لی اور پرانی چادر کو لپیٹ کر روانہ ہوگئے میں ان کے پیچھے پیچھے چلا راستے میں ایک آدمی ملا انھوں نے وہ پرانی چادر اس کو دیدی اور آگے بڑھ گئے میں نے اس آدمی سے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو وہ کہنے لگا۔ کہ یہ امام حضرت جعفر صادق ہیں۔اس کے بعد میں نے ان کو بہت تلاش کیا مگر نہ پایا۔

آپ کے ارشادات، مقالات اور لطائف بہت مشہور ہیں جن سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔آپ کا ارشاد ہے کہ توبہ کے بغیر عبادت صحیح نہیں ہوتی کیونکہ اللہ توبہ کو عبادت پر مقدم رکھا ہے۔

ایک دن آپ اپنے غلاموں کے ساتھ تشریف فرما تھے تو آپ نے فرمایا آؤ ہم سب مل کر عہد کریں کہ ہم میں سے جو بھی بخشا جائیگا۔ وہ روز قیامت دوسرے کی شفاعت کریگا۔ غلام عرض کرنے لگے۔ کہ حضور آپ کو ہماری شفاعت کی کیا حاجت آپ کے جد کریم علیہ السلام تو خود ساری مخلوق کے شفیع ہونگے ۔آپ نے فرمایا میں اپنے رب سے شرمسار ہوں اور قیامت کے دن جدّ کریم علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔

سبحان اللہ کیا تواضع ہے۔کیا عاجزی ہے۔جو بندہ رب کی بارگاہ میں عاجزی اور بندگی سے سر جھکاتا ہے۔اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں اسے سربلند کر دیتا ہے۔

علی بن حمزہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن امام جعفر صادق کے ساتھ ایک خشک کھجور کے پیڑ کے پاس کھڑا تھا۔حضرت امام نے اس پیڑ کی طرف دیکھا اور اپنے لبوں کو حرکت دی۔فوراً وہ کھجور ہری ہوگئی اور تازہ پھل ظاہر

ہو گئے۔ پس ہم نے وہ کھجور کھائیں خدا کی قسم ان میں ایسی لذت تھی کہ ایسی کھجور پہلے کبھی نہیں کھائی تھی۔ وہاں ایک دیہاتی شخص بھی موجود تھا۔ یہ دیکھ کر کہنے لگا میں نے ایسا جادو کبھی نہیں دیکھا۔ حضرت امام نے فرمایا کہ ہم انبیاء کے وارث ہیں۔ ہم جادو نہیں جانتے ہم تو دعا کرتے ہیں اور اللہ قبول فرماتا ہے۔اگر تو چاہتا ہے کہ میں دعا کروں کہ اللہ تجھے کتّا بنا دے۔ وہ شخص جاہل تھا اس نے کہا کہ ہاں دعا کرو۔امام صاحب نے دعا کی وہ فوراً کتا بن گیا اور گھر کی طرف بھاگ گیا گھر کے لوگوں نے اسے مار مار کر بھگا دیا۔اس کے بعد وہ کتا امام صاحب کے سامنے آکر ان کے پیروں میں لوٹنے لگا اس کی آنکھوں سے آنسوس بہہ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت امام کو رحم آگیا۔آپ نے دعا کی تو وہ پھر اپنی اصل شکل میں آگیا۔

آپ کے کمالات تحریر سے باہر ہیں۔آپ نے رجب کی 15 148ھ کو بروز پیر خلیفہ ابو جعفر منصور کے عہد میں رحلت فرمائی اکثر مورخین کو یقین ہے کہ خلیفہ نے آپ کو زہر دیا۔آپ کی امامت کی مدت 34 سال رہی۔آپ کے سات لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔

☆☆☆

حضرت امام موسیٰ بن جعفر کاظمؒ

آپ ساتویں امام ہیں۔آپ کی والدہ کا نام حمیدہ تھا آپ کی ولادت اتوار کے روز 128ھ ماہ صفر کی 7 تاریخ کو مدینہ کے قریب ایک موضع میں ہوئی۔

آپ کو ہر کمال حاصل تھا اس وجہ سے آپ کا لقب کاظم ہوا۔امام جعفر صادق کے وصال کے وقت آپ 20 سال کے تھے۔آپ کے کمالات بے انتہا ہیں۔

ایک مرتبہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور پرندوں کی بولی میں آپ سے بات کرنے لگا۔آپ اس کو جواب دیتے رہے۔جب وہ چلا گیا تو لوگوں نے پوچھا کہ یہ کون سی زبان ہے۔فرمایا کہ جنوں کے ایک فرقے کی زبان ہے اور امام وقت کو اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی زبان سکھا دیتا ہے تعجب کی بات نہیں آپ نے 183ھ 20 رجب کو خلیفہ ہارون رشید کے دور میں رحلت فرمائی۔اکثر مورخین اور سیرت نگار اس بات پر متفق ہیں کہ ہارون رشید کے حکم سے مسند بن شاہک نے حضرت امام کو زہر دیا آپکا مدفن بغداد میں ہے آپ کے بیس لڑکے اور سترہ لڑکیاں تھیں۔

حضرت خواجہ شفیق بلخی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حجاز کے سفر میں تھا۔ایک منزل پر میں نے دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ میں کوزہ لئے کنویں پر کھڑا ہے اور کنویں سے پانی طلب کر رہا ہے۔میں نے دیکھا کہ کنویں کا پانی لبالب اوپر تک آ گیا۔اس نے اپنا کوزہ بھرا پانی پیا اور ایک ریت کے ٹیلے پر جا کر بیٹھ کر ریت کوزہ میں ڈالی اور ہلا کر اس کو کھانے لگا۔

میں قریب گیا جا کر سلام کیا اس نے جواب دیا میں نے کہا کہ مجھے اس نعمت میں سے کچھ عطا فرمائیں۔انھوں نے مجھ سے میرا نام لیکر کہا کہ شفیق تم کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ نیک زن رہو۔پھر مجھے کوزہ دیکر فرمایا کہ کھاؤ میں نے کھایا تو شہد اور شکر تھا۔اور اس قدر لذت تھی کہ میں سیر ہو گیا یہاں تک کہ کئی روز تک مجھے بھوک ہی نہیں لگی۔اس کے بعد وہ چلے گئے۔

کافی عرصہ کے بعد ایک دن میں نے انھیں مکّہ میں دیکھا رات کو عبادت میں مشغول ہیں۔صبح ہوتے ہی اور اطراف کے لوگ مکھیوں کی طرح ان پر گرنے لگے۔میں نے حیران ہوکر پوچھا کہ یہ کون ہیں۔تو لوگوں نے بتایا کہ یہ امام موسیٰ کاظم ہیں۔

حضرت امام ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا

آپ آٹھویں امام ہیں آپ کی ولادت جمعہ کے دن ماہ ذالحجہ 148ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔آپ کا نام علی تھا۔اور رضا لقب تھا۔والد کے وصال کے وقت آپ کی عمر 33 سال تھی۔آپ سے اس قدر کلمات حقائق اور کمالات ظاہر ہوئے کہ پہلے کسی سے نہیں ہوئے تھے۔

کسی بھی ملک اور زبان کا کوئی شخص آپ کے پاس آتا تو آپ اس کی زبان میں اس سے کلام کرتے۔آپ کی ایک نظر سے نابینا بینائی حاصل کر لیتے تھے۔برص جیسا مرض ایک لمحہ میں دور ہو جاتا تھا۔یہ تمام کمالات خلیفہ مامون رشید تک پہنچے لیکن لوگوں کے بہکاوے میں آ کر امام صاحب کی ہلاکت کے درپے ہو گیا اور انھیں زہر دے دیا۔

واقعہ اس طرح ہے کہ اس نے امام صاحب کو بہانے سے اپنے باغ میں بلوایا زہر آلود انگور آپ کو کھانے کے لئے دیئے۔آپ جانتے تھے کہ انگور زہریلے ہیں اور کھاتے

ہی آپ ہلاک ہوجائینگے۔ چنانچہ آپ نے اپنے بیٹے محمد تقی کو جو کہ سات سال کے تھے اپنی کرامت سے وہیں باغ میں بلوالیا۔ محمد تقی اس وقت بغداد میں تھے اور آپ اس وقت خلیفہ کے ساتھ شہر طوس میں تھے۔ حضرت امام نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ فلاں جگہ مٹی کھودنا وہاں ایک پتھر ہے جس پر کچھ لکھا ہوگا مجھے اس پتھر کے نیچے دفن کردینا۔ اور فلاں نے درخت کے نیچے ہم نے تمہارے لئے ایک امانت رکھی ہے وہ امانت ایک کتاب ہے۔ جو امیر المومنین حضرت علی نے لکھی ہے۔ اور تمام غیب کے بھید اس میں درج ہیں۔

امام وقت کے علاوہ دنیا کا کوئی شخص ان بھیدوں کو نہیں سمجھ سکتا۔ اور امام وقت کے لئے ضروری نہیں کہ ہر وقت ظاہر رہے یا لوگوں کی آنکھوں کے سامنے رہے۔ لیکن وہ کتاب اس وقت تک غائب رہتی ہے جب تک حضرت حسین کی اولاد میں سے کوئی امامت تک نہ پہنچے یہاں تک کہ امام مہدی کا ظہور ہوگا اور وہ کتاب ان کو مل جائیگی۔

حضرت امام علی رضا ماہ صفر 203ء میں بمقام مشہد میں فوت ہوئے۔ دراصل اس مشہد کا نام ہی پہلے طوس تھا۔

حضرت امام جعفر محمد تقی بن علی رضاؓ

آپ نویں امام ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام ریحانہ تھا۔ آپ جمعہ کے دن ماہ رمضان 195ھ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے والد کے انتقال کے وقت آپ سات سال کے تھے۔ آپ نے اس قدر کم سنی میں دعلم وادب وفضل وکرامات میں اس قدر ترقی کر لی تھی کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس وجہ سے خلیفہ مامون رشید آپ کا شیدا ہوگیا تھا۔ اور اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کر کے مدینہ روانہ کر دیا۔ پھر ہر سال انھیں نذرانہ بھیجا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ آپ کوفہ پہنچے اور ایک مسجد میں قیام کیا اس مسجد میں ایک پیڑ تھا۔ جو ابھی پھل نہیں دینے لگا تھا آپ نے پانی منگا کر اس پیڑ کی جڑ میں وضو کیا۔ اور نماز میں

مشغول ہوگئے ایک گھنٹے میں ہی اس پیڑ پر پھل ظاہر ہوگئے جو نہایت لذیذ اور شیریں تھے۔ لوگ اس کے پھل تبرکاً لے جاتے اور کھاتے تھے۔

اس طرح کی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔ یہاں صرف ایک پر ہی بس کیا گیا۔
آپ کا وصال منگل کے دن چھ ذی الحجہ 220ھ کو خلیفہ معتصم باﷲ کے عہد حکومت میں ہوا۔ آپ کی عمر 25 سال اور مدت امامت 17 سال رہی۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ خلیفہ نے انھیں زہر دیا۔

آپ کا روضہ بغداد میں مقبرہ بنی ہاشم کے اندر اپنے دادا امام موسیٰ کاظم کے قریب ہے۔ آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔

حضرت امام ابوالحسن علی نقی ابن محمد تقیؓ

آپ دسویں امام ہیں۔ آپ کی والدہ اُم فضل بنت خلیفہ مامون رشید تھیں۔
آپ کی پیدائش مدینہ میں 15 ذالحجہ 210ھ کو ہوئی۔ اپنے والد کے انتقال کے وقت آپ 6 سال کے تھے۔ آپ سے بھی بے حد کرامات اور کمالات ظاہر ہوئے ان اماموں کے سلسلے کی خوبی یہ تھی کہ امام وقت کو مسند پر بیٹھتے ہی اپنے والد کی طرف سے اس پر ظاہر ہوجاتے تھے۔ اور بارہ پشت تک یہ سنت جاری رہی۔

جب اتنی کم عمر میں آپ سے کرامات ظاہر ہونے لگیں تو لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اس سے خلیفہ بغداد متوکل کے دل میں خوف پیدا ہوا کہ کہیں میری حکومت نہ جاتی رہے۔ اس لئے نے حکم دیا کہ امام نقی کو مدینہ سے عراق میں ایک ویران جگہ پر بھیج دیا جائے۔ جب حضرت امام نقی اس وحشت ناک اور غیر آباد بے آب وگیاہ جگہ پر پہنچے تو ان کے ایک ساتھی نے عرض کی کہ حضور یہ لوگ تمام باتوں میں آپ کے خاندان کو حقیر جانتے

ہیں اس لئے اس ویرانے میں آپ کو منتقل کر دیا۔ تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اے عزیز تو ابھی صرف دنیاوی اسباب میں ہی پھنسا ہوا ہے۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا تو فوراً اس مقام پر ہرے بھرے باغ بہتی ہوئی نہریں اور بلند محل پیدا ہو گئے۔ یہ دیکھ کر ان کا ساتھی حیرت زدہ ہوا تو امام نے فرمایا کہ ہم جہاں بھی جائیں یہ سب چیزیں ہمارے ساتھ رہتی ہیں۔ ہمارے لئے کوئی بھی مقام وحشت زدہ یادویران نہیں ہے۔

ایک مرتبہ ایک جادوگر ہندوستان سے بغداد آیا۔ اور خلیفہ متوکل کے سامنے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ خلیفہ نے اس سے کہا کہ اگر تو کوئی ایسا شعبدہ دکھائے کہ جس سے حضرت امام نقی شرمندہ ہو جائیں تو ایک ہزار دینار انعام دونگا۔ وہ جادوگر راضی ہو گیا۔ خلیفہ نے حضرت امام کو بلوا بھیجا۔ جب وہ آئے تو جادوگر آیا اور امام صاحب کے پہلو میں بیٹھ کر اپنی بازی گری کرنے لگا۔ حضرت امام نے غیر توجہی کی انتہا کر دی مگر وہ باز نہ آیا۔ مجلس کے لوگوں نے حضرت امام پر ہنسنا شروع کر دیا یہ دیکھ کر آپ کو غصہ آیا اس کمرے میں ایک دیوار پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ امام صاحب نے اس شیر کی تصویر کو حکم دیا کہ اس جادوگر کو پکڑ لے۔

چنانچہ وہ شیر کی تصویر مجسم شیر بن گئی اور جادوگر کو چیر پھاڑ ڈالا۔ خلیفہ اس جادوگر کی جان کی بخشش مانگنے لگا۔ لیکن اتنی دیر میں تو شیر اپنا کام کر کے باہر چلا گیا پھر کسی نے اس شیر کو نہیں دیکھا۔

آپ کا وصال ماہ رجب 254ھ بروز پیر ہوا مورخین کا خیال ہے کہ آپ کو بھی زہر دیکر مارا گیا۔ آپ کی عمر 40 سال اور امامت کی مدت 33 سال رہی آپ کے چار لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ آپ بمقام سامرہ دفن ہوئے۔

حضرت امام ابو محمد حسین بن علیؓ

آپ گیارویں امام ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام سوسن تھا۔ ربیع الاول کی 10 تاریخ کو 231ھ میں سوموار کے دن آپ کی ولادت ہوئی۔ اپنے والد بزرگوار کے انتقال کے وقت آپ 23 سال کے تھے۔ اکثر کتابوں میں آپ کی کرامات اور کمالات کا ذکر ملتا ہے۔

ایک شخص نے آ کر اپنی مفلسی کی شکایت کی تو آپ نے اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی سے زمین کھودی جہاں سے پانچ سو دینار نکلے۔ وہ رقم آپ نے اس کو دیدی۔

اللہ نے اپنے خزانوں کی چابیاں ان کو دے رکھی تھیں۔ آپ جو چاہتے جب چاہتے اپنے تصرف میں لاتے۔

ایک شخص خلیفہ کے قید خانے میں قید تھا۔ اس نے اپنی بے بسی اور قید کی سختی کا حال حضرت امام کی خدمت میں لکھ کر بھیجا۔ وہ اپنی تنگدستی دور کرنے کے لئے بھی امام صاحب سے کچھ چاہتا تھا۔ لیکن شرم کی وجہ سے نہ لکھ سکا۔ جب وہ خط حضرت امام کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے جواب لکھا کہ آج ظہر کی نماز کے وقت تم اپنے گھر پہنچ جاو گے۔ اسی روز اس کو بتائے ہوئے وقت پر خلاصی مل گئی اور گھر پہنچ گیا اور گھر پہنچ کر حضرت امام کی طرف سے 100 دینار بھی ملے۔ اس کے ساتھ ایک خط بھی تھا کہ آئندہ اور جو بھی ضرورت ہو بلا تکلف طلب کر لینا شرم نہ کرنا۔

آپ کا وصال جمعہ کے دن ربیع الاول کی 6ویں تاریخ کو 260ھ میں خلیفہ معتمد کے دور میں ہوا۔ تاریخ طبری کے حوالے سے خبر ہے کہ خلیفہ نے آپ کو زہر دیا۔ آپ کا روضہ سامرہ نامی مقام پر اپنے والد کے پاس ہے۔

آپ کی امامت کی مدت 7 سال رہی۔ آپ کے ایک ہی لڑکا تھا جو امام مہدی نام سے ہوئے۔

حضرت امام ابوالقاسم محمد بن حسن مہدیؒ

آپ بارہویں امام ہیں۔آپ کی والدہ کا نام نرجس تھا۔آپ کی ولادت جمعہ کو ماہ شعبان 255ھ میں ہوئی۔آپ حضور نبی کریم سے مشابہت رکھتے تھے۔مہدی آپ کا لقب ہے۔والد کی وفات کے وقت آپ پانچ سال کے تھے جس طرح اللہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو لڑکپن میں حکمت و دانائی اور کرامت عطا فرمائی تھی اسی طرح حضرت امام کو لڑکپن میں عطا فرمائی۔

آپ کچھ عرصے تک لوگوں کو فیض یاب کر کے اچانک پوشیدہ ہو گئے۔

حسن مہدی کے والد نے ایک مرتبہ اپنی پھوپھی سے فرمایا کہ اے پھوپھی (نام حمیدہ) آج رات آپ ہمارے گھر میں ہی رہیں آج اللہ تعالیٰ ہمیں ایک نئی اولاد سے نوازیگا۔ یہ سن کر پھوپھی بولیں کہ بیٹا اولاد کہاں سے آئیگی۔تمہاری بیوی نرجس میں تو کوئی علامت ہی نہیں ہے۔تو فرمایا کہ نرجس کی مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی سی ہے۔ان کا حمل بھی ولادت سے پہلے ظاہر نہ ہوا۔

پھوپھی کہتی ہیں کہ وہ رات میں نے وہیں گزاری اس رات نماز تہجد میں نے اور نرجس نے ساتھ ساتھ پڑھی میں کہنے لگی کہ صبح تو ہونے والی ہے جو کچھ کہا گیا تھا وہ۔تو نہ ہوا۔میں ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ مجھے آواز آئی کہ پھو پھی جلدی مت کرو وہیں کمرے میں رہو۔اتنے میں میں نے دیکھا کہ نرجس کا بدن کانپنے لگا وہ مجھ سے لپٹ گئی۔میں قرآن پاک کی تلاوت کر کے اس پر

دم کرنے لگی۔جو کچھ میں پڑھتی تھی وہی پڑھنے کی آواز نرجس کے پیٹ سے آنے لگی۔کچھ ہی دیر میں کمرہ روشن ہو گیا۔میں نے دیکھا کہ بچہ زمین پر پڑا ہے اور سجدہ کر رہا ہے میں نے اسے گود میں اٹھالیا۔بچہ کے والد نے آواز دی کہ پھوپھی بچہ کو میری پاس لایئے۔میں بچہ کو باپ کے پاس لے گئی۔انھوں نے اسے گود میں لیکر اپنی زبان اس کے منھ میں دیدی پھر کہا کہ اے فرزند اللہ کے حکم سے بات کرو۔یہ سنتے ہی بچے نے بسم اللہ پڑھی اور کچھ قرآن کی آیتیں پڑھیں۔اس بچہ کے ختنہ قدرتی ہوا تھا۔اور اس کے دائیں بازو پر لکھا تھا کہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔

شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی اپنی کتاب عروۃ الوثقیٰ میں لکھتے ہیں۔امام محمد حسن مہدی لوگوں کی نظروں غائب ہو کر ابدالوں میں شامل ہو گئے۔اور اس مرتبہ سے ترقی کر قطب اعلیٰ کے مرتبہ پر فائز ہوئے اور اس مرتبہ میں آپ نے وفات پائی اور مدینہ منورہ میں دفن ہوئے۔

ایک فرقہ کے لوگ ایسا مانتے ہیں کہ یہ وہی امام مہدی ہیں جو قیامت سے پہلے ظاہر ہونگے لیکن یہ عقیدہ غلط ہے۔

صحیح روایت یہ ہے کہ وہ امام مہدی قیامت سے پہلے پیدا ہونگے 360ھ اولیاء ان کے خروج کے وقت ان کے ساتھ ہونگے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھینگے۔

تاریخ الخلفاء	علامہ جلال الدین سیوطی
سیر الاولیاء	سید محمد مبارک کرسانی
مراۃ الاسرار	شیخ عبد الرحمٰن چشتی
الشفاء	قاضی عیاض مالکی
کشف المحجوب	حضرت داتا گنج بخش
تفسیر ابن کثیر	امام ابن کثیر
مدارج النبوۃ	شیخ عبد الحق محدث دہلوی
خصائص الکبریٰ	علامہ جلال الدین سیوطی
عوارف المعارف	شیخ شہاب الدین سہروردی

☆☆☆